ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-09

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

شہرت اقبال

پی ایچ ڈی سکالر شعبہ اسلامیات، شہید بے نظیر بھٹو ویمن یونیورسٹی، پشاور پاکستان

ڈاکٹر زینب امین

چیئرپرسن شعبہ اسلامیات، شہید بے نظیر بھٹو ویمن یونیورسٹی، پشاور، پاکستان

مؤمن کے تصور کی تشکیل: بایزید انصاری کی مقصود المؤمنین کا فلسفیانہ و تنقیدی مطالعہ

Shuhrat Iqbal *
Ph.D Research Scholar, Department of Islamic Studies, Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar.
Dr. Zainab Amin
Associate Professor /Chairperson Department of Islamic Studies, Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar.
***Corresponding Author:** shohratiqbal45@gmail.com

The Formation of the Concept of the Believer: A Philosophical and Critical Study of Bayazid Ansari's Muqṣad al-Mu'minīn

This research offers a philosophical and critical examination of Muqṣad al-Mu'minīn (The Objective of the Believers), the seminal work of the 16th-century Sufi philosopher Bayazid Ansari, also known as Pīr Roshan. The study interprets this text as the culmination of Ansari's intellectual and spiritual development, reflecting a mature synthesis of his earlier works, Sirat al-Tawhid and Khayr al-Bayan. The paper argues that Ansari envisions Iman (faith) not as a fixed creed but as an evolving process of inner transformation and spiritual realization leading toward Divine proximity. Within this framework, the Mu'min (believer) is one who progresses through a disciplined spiritual path under the guidance of a Murshid Kamil (Perfect Guide), attaining purity of heart and unity with Divine truth. His system

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-09

integrates Shari'ah, Tariqah, and Ma'rifah within a coherent vision of human perfection, where the heart, intellect, and soul harmoniously contribute to the realization of Tawhid (Divine Oneness). The study concludes that Muqṣad al-Mu'minīn is not merely a devotional manual but a comprehensive ethical and philosophical treatise. It presents a sophisticated model of the "Perfect Believer" grounded in sincerity, self-knowledge, and spiritual balance—an approach that remains profoundly relevant in addressing modern crises of faith, morality, and existential purpose.
Key Words: *Tawhid, Iman, Ma'rifah, Murshid Kamil, Qalb al-Salim, Bayazid Ansari.*

تعارف

بایزید انصاری (المعروف پیر روشان) کی فکری و روحانی روایت برصغیر کے اسلامی فکری ورثے میں ایک منفرد مقام رکھتی ہے۔ ان کی تصنیف *مقصود المؤمنین* اُن کے فکری و روحانی ارتقا کا مظہر ہے، جو ان کے پہلے تصنیفی تجربات *صراط التوحید* اور *خیر البیان* کے بعد سامنے آئی۔ تاریخی و فکری لحاظ سے یہ کتاب انصاری کے اس عہد کی نمائندہ ہے جب اُن کی فکری تشکیل مکمل ہو چکی تھی اور وہ تصورِ مؤمن کو ایک نئے روحانی و عرفانی تناظر میں متعین کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔

جس عبارت کا ماخذ زیرِ مطالعہ ہے، اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بایزید انصاری نے *صراط التوحید* کے بعد *خیر البیان* اور بالآخر *مقصود المؤمنین* تصنیف کی۔ خود بایزید انصاری کے مطابق انہیں کتاب *صراط التوحید* کے لیے وحی یا الہام کے ذریعے رہنمائی ملی، اور اس کے بعد انہوں نے *مقصود المؤمنین* میں اپنے نظریۂ ایمان، توحید، اور معرفتِ الٰہی کو ایک منظم فلسفیانہ قالب میں ڈھالا۔ اس عمل میں وہ نہ صرف روحانی تجربے اور کشف و الہام کے قائل دکھائی دیتے ہیں بلکہ ایمان کے حقیقی مفہوم—یعنی مؤمن کی داخلی تشکیل—کو معرفت، عمل، اور باطنی شعور کے امتزاج کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

مقصود المؤمنین میں مؤمن کا تصور محض عقیدے یا عمل کا مظہر نہیں بلکہ روحانی خود آگاہی (*self-realization*) اور حقیقتِ مطلقہ سے قربت کا سفر ہے۔ یہی وہ نکتہ ہے جو انصاری کے فلسفۂ ایمان کو ایک کثیر الابعاد فکری تناظر میں رکھتا ہے۔ ان کے نزدیک ایمان ایک جامد تصور نہیں بلکہ ایک ارتقائی تجربہ ہے جس میں انسان اپنے وجودی امکانات کو پہچان کر الوہی نور سے متصل ہوتا ہے۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-09

یہ تحقیق *مقصود المؤمنین* کے اسی فکری و فلسفیانہ پہلو کا تنقیدی مطالعہ پیش کرتی ہے، جس میں مؤمن کی تشکیل کو نہ صرف صوفیانہ اور روحانی زاویے سے بلکہ وجودی و معرفتی تناظر میں بھی جانچا گیا ہے۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ بایزید انصاری کا تصورِ مؤمن اسلامی معرفت میں ایک ایسی فکری جہت کا اضافہ کرتا ہے جو خودی، توحید، اور عرفان کے باہمی تعلق کو نئے معانی سے منور کرتی ہے۔

۱۔ سبب تالیف کتاب "مقصود مؤمنین"

اس کے بارے میں بایزید نے یوں لکھا ہے:

> "میرے فرزند عمر نے مجھ سے عرض کیا کہ اگر آپ میں اب بھی شوق و جذبہ باقی ہے تو اپنی اولاد اور خاندان کے لیے قرآنِ مجید کی آیات، انبیاء علیہم السلام کی روایات، اور صلحاء و اولیاء کے اقوال پر مشتمل ایک نصیحت نامہ تحریر فرمائیں۔ "میں نے اس کی بات قبول کی اور ارادہ کیا کہ اپنی فہم و بصیرت کے مطابق، اللہ تعالیٰ کی توفیق اور مدد سے، تفصیل کے ساتھ ایک نصیحت آمیز تصنیف پیش کروں۔ میں نے اس کتاب کا نام *مقصود المؤمنین* رکھا اور یہ نیت کی کہ اس میں صرف وہ باتیں درج کروں گا جو قرآن و حدیث کے مطابق ہوں، تا کہ مومن مرد و عورت اس کو پڑھیں، یاد رکھیں، اور اس پر عمل کریں[۱]۔

یہ اقتباس واضح کرتا ہے کہ *مقصود المؤمنین* کی تصنیف دراصل بایزید الانصاریؒ کے فرزند، شیخ عمرؒ، کی خواہش پر عمل درآمد تھی۔ شیخ عمرؒ، جو اپنے والد کے علمی و روحانی وارث تھے، سنِ شعور اور فکری پختگی کو پہنچ چکے تھے۔ انھیں اندیشہ تھا کہ بابا زیدؒ کی عمر دراز ہو چکی ہے اور وفات قریب ہے، اس لیے انہوں نے اپنے والد سے درخواست کی کہ وہ اپنی زندگی کے تجربات، قرآنی تعلیمات، اور نبوی احادیث کی روشنی میں ایک ایسی نصیحت مرتب کریں جو ان کی اولاد اور مریدین کے لیے مشعلِ راہ بن سکے۔

بایزید الانصاریؒ نے اپنے فرزند کی اس خواہش کو خلوصِ دل سے قبول کیا اور *مقصود المؤمنین* میں ان تمام اصولی و اخلاقی مضامین کو جمع کیا جو قرآن و سنت سے ہم آہنگ ہیں۔ اس کتاب میں نہ صرف دینی و روحانی بصیرت کے پہلو نمایاں ہیں بلکہ فقہی نکات اور صوفیانہ آراء بھی نہایت متوازن انداز میں پیش کی گئی ہیں، تا کہ عامۃ الناس بھی ان سے فائدہ اٹھا سکیں۔ دراصل، یہ تصنیف بابا زیدؒ کی فکری و روحانی میراث کا نچوڑ ہے، جو انہوں نے اپنے بیٹے، شیخ عمرؒ، اور آنے والی نسلوں کے لیے چھوڑا۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-09

ماخذ تحقیقی مجلہ

ڈاکٹر شفیعؒ نے اس سے قبل *Encyclopaedia of Islam* میں بابا زید الانصاریؒ پر ایک علمی مضمون بھی تحریر کیا تھا، جس میں ان کے سوانحی و فکری پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا۔ یہ مضمون بعد ازاں اس کتابی تحقیق کے لیے اساس ثابت ہوا[۲]۔ یوں *مقصود المؤمنین* محض ایک نصیحت نامہ نہیں بلکہ روحانی تربیت، اخلاقی تزکیہ، اور معرفتِ الٰہی کے وہ اصول پیش کرتی ہے جن سے بابا زید الانصاریؒ نے ایک "مؤمن" کے کامل تصور کی تشکیل کی۔

۲. **کتاب *مقصود المؤمنین* کا تجزیاتی مطالعہ**

مقصود المؤمنین تصوف اور روحانی سلوک پر مبنی ایک گہری اور جامع تصنیف ہے۔ اس کتاب کا مرکزی مقصد **توحیدِ حقیقی (ʿIlm al-Tawḥīd)** کا ادراک، **ذاتِ حق کی معرفت (Maʿrifat al-Ḥaqq)**، اور **صفاتِ الٰہی سے متصف ہونا** ہے۔ بایزید انصاریؒ کی نظر میں یہ وہ اعلیٰ ترین روحانی مرتبہ ہے جس کی جانب ہر مؤمن کو سلوک و معرفت کے راستے پر رواں دواں رہنا چاہیے۔ یہ کتاب اکیس ابواب پر مشتمل ہے، جن میں ہر باب ایک مخصوص روحانی اور اخلاقی پہلو کی وضاحت کرتا ہے۔ ان ابواب میں تصوف کے بنیادی تصورات جیسے الہام، شریعت، طریقت، معرفت، قرب، ولایت، وحدت، اور سُکر (روحانی سرشاری) کو مربوط انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

بابِ اول: الہامِ الٰہی، نصیحت اور اس کے فوائد

بایزید انصاریؒ کے نزدیک الہام سلوک و معرفت کے سفر میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک سچا سالک جب دل کی راہ سے الہام حاصل کرے تو اس پر لازم ہے کہ اس الہام کے تقاضوں پر عمل کرے، بشرطیکہ وہ قرآن و سنت کے مطابق ہو۔ یہی الہام انسان کو خالقِ حقیقی سے جوڑتا ہے اور بندگی کے شعور کو بیدار کرتا ہے[۳]۔

ان کے نزدیک کامل شیخ وہ ہے جو مخلوق کو توحید کی معرفت تک رہنمائی کرے اور اس کی تمام تعلیمات کا محور "اللہ کی طلب" ہو۔ اس کے برعکس ناقص شیخ وہ ہے جو مریدین کو غیر اللہ کی طرف متوجہ کرے اور ظاہری دنیا کی محبت میں الجھائے۔ بایزید انصاریؒ علم کو انسان کی حقیقی فضیلت قرار دیتے ہیں۔ ان کے مطابق انسان کو دیگر مخلوقات پر جو برتری عطا ہوئی ہے، وہ اسی علم اور معرفتِ توحید کے سبب ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-09

"اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کو پیدا کیا اور انسان کو ان سب پر اس لیے فضیلت دی کہ وہ علم و معرفتِ توحید کا حامل بن سکے۔"[۴]

قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا"۔[۵] "اور یقیناً ہم نے بنی آدم کو بزرگی دی، اور انہیں خشکی و تری میں سوار کیا، اور انہیں پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا، اور اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت عطا کی۔"

بایزیدؒ کے مطابق یہ فضیلت دراصل علمِ ذاتِ الٰہی کی پہچان کے لیے ہے، اور اسی معرفت کے حصول کو وہ عبادت، اطاعت، زہد، اور روحانی ریاضت کا حقیقی مقصد قرار دیتے ہیں۔

ان کے نزدیک **شریعت** ، **طریقت** ، **معرفت** ، **قرب** ، **ولایت** ، **وحدت** اور **شکر**—سب کا مشترکہ ہدف **علمِ توحید** ہے۔ یہی علم انسان کو ظاہری عبادات سے باطنی ایمان کی طرف لے جاتا ہے اور بندے کو "عبد" سے "عارف" کے مقام تک پہنچاتا ہے۔

باب: خلافت، توحید اور دعوتِ حق—بایزید انصاریؒ کے فکری تناظر میں

بایزید انصاریؒ کے نزدیک **خلافت** دراصل تجلیِ حق اور مظہرِ دعوتِ الٰہی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ **خلیفہ** وہ ہے جس کے ذریعہ حق تعالیٰ اپنی دعوت اور اپنی ہدایت کو ظاہر کرتا ہے، اور جو اپنی زبان سے لوگوں کو دارالسلام (آخرت کی نجات) کی طرف بلاتا ہے۔ چونکہ خلیفہ دراصل اللہ کا داعی اور ہادی ہوتا ہے، اس لیے اس کی دعوت درحقیقت **دعوتِ الٰہی** ہوتی ہے۔ چنانچہ لازم ہے کہ ہر شخص اس دعوت کو قبول کرے، تاکہ گمراہی میں نہ پڑے، جیسا کہ قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَمَن لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللَّهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْأَرْضِ وَلَيْسَ لَهُ مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءُ ۚ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ" "اور جو اللہ کے پکارنے والے کی بات نہ مانے، وہ زمین میں (اللہ کو) عاجز نہیں کر سکتا، اور اس کے سوا اس کے کوئی مددگار نہیں۔ وہ کھلی گمراہی میں ہیں۔"[۶]

خلافت کی اقسام

بایزیدؒ نے **خلفاء** کو تین درجوں میں تقسیم کیا ہے:

۱۔ **خلیفہِ ادنیٰ** —جو اپنے اعضاو جوارح پر خلیفہ ہے؛ یعنی اپنے جسمانی افعال پر قابو رکھنے والا۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-09

ماخذ تحقیقی مجلہ

۲. **خلیفۂ اوسط** —جو اپنے اعضا، نفسِ امّارہ، اور اپنے خدام پر قابو رکھتا ہے۔

۳. **خلیفۂ اکبر** —جو اپنے اعضا، خواہشات، خدام، اور رعایا پر کامل اختیار رکھتا ہے؛ وہ عادل بادشاہ اور حاکمِ وقت ہوتا ہے۔

بایزیدؒ فرماتے ہیں کہ **خلفاء پر لازم ہے کہ وہ ظاہر و باطن کے علم کو محض عمل کے لیے حاصل کریں، نہ کہ دنیاوی نفع یا مناظرانہ فخر کے لیے،** کیونکہ ایسا کرنے والا معرفت کی بجائے کفر کے قریب جا پہنچتا ہے[۷]۔

توحید کی مراتب

بایزید انصاریؒ کے نزدیک **توحید** تین مراتب پر مشتمل ہے:

۱. **توحیدِ عوام** —یہ ان لوگوں کا ایمان ہے جو صرف زبان اور دل سے یہ کہتے ہیں کہ "اللہ ایک ہے"، مگر ان کے پاس توحید کی معرفت نہیں ہوتی۔

۲. **توحیدِ خواص** —یہ ان افراد کا ایمان ہے جو زبان و دل سے "اللہ ایک ہے" کہتے ہیں اور ساتھ ہی **علمِ توحید** سے واقف ہوتے ہیں۔

۳. **توحیدِ اخصّ الخواص** —یہ وہ مقام ہے جہاں سالک علمِ توحید کے ساتھ **وحدتِ حق** میں فانی ہو جاتا ہے؛ یعنی بندہ اور حق کے درمیان کوئی دوئی باقی نہیں رہتی۔

بایزیدؒ کے نزدیک **عوام پر لازم ہے کہ وہ خواص کے درجے کی توحید حاصل کریں، اور خواص پر لازم ہے کہ وہ اخصّ الخواص کے درجے تک پہنچیں** اور اپنی قوم کو بھی اس علم میں شریک کریں، تاکہ وہ جہالت اور خسارے سے محفوظ رہیں[۸]۔

دعوتِ حق اور قرآن سے استغنا

بایزید انصاریؒ کا عقیدہ ہے کہ **قرآن یا اس کے موافق تعلیم کے ذریعے دعوت و تبلیغ کرنا** انسان کے لیے خود کفالت اور دوسروں کی ہدایت کا ذریعہ ہے۔ ان کے نزدیک حقیقی داعی وہ ہے جو اپنی دعوت میں کسی غیر کے محتاج نہ ہو بلکہ قرآن و سنت کے فیضان سے براہِ راست سیراب ہو۔ یہی تصورِ دعوت، بایزیدؒ کے ہاں، مؤمن کی روحانی خودمختاری اور ایمانی استغنا کی بنیاد ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-09
ماخذ تحقیقی مجلہ

۳۔ عقل، نور، اور مراتب

بایزید انصاریؒ کے نزدیک ہر فضیلت کی اصل **عقل ہے، جو انسان کے قلب میں رکھا ہوا ایک نور ہے،** جس کے ذریعے وہ **حق و باطل میں تمیز کرتا ہے۔ اُن کے نزدیک انسان کی فضیلت** حیوانات اور فرشتوں دونوں پر اسی عقل اور **ہوائے نفس** کی مخالفت کے باعث ہے۔ وہ اپنے فرزند عمر کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اے میرے بیٹے! بے شک اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو عقل کے ساتھ پیدا فرمایا، مگر ان میں نفس کی خواہشات نہیں رکھیں۔ اسی طرح انسان کو عقل اور نفسِ امارہ دونوں عطا کیے، اور حیوانات کو صرف نفس عطا کیا، عقل نہیں دی۔ پس جو شخص عقل کی پیروی کرے اور نفس کی مخالفت کرے، وہ حیوانات اور فرشتوں دونوں سے افضل ہے۔"[۹]

بایزیدؒ نے عقل کو **چار اقسام** میں تقسیم کیا:

۱. **عقلِ جاہل**
۲. **عقلِ خاسر**
۳. **عقلِ ناقص**
۴. **عقلِ کامل**

عقلِ جاہل اُن کے نزدیک **نفس کی عقل** ہے، جو انسان کو دنیا کی محبت اور لذتوں کی بندگی میں مبتلا کرتی ہے۔ جو شخص اس کی پیروی کرتا ہے وہ جاہل بن جاتا ہے اور مرنے کے بعد **تاریکی کے عذاب** میں مبتلا ہوتا ہے۔

عقلِ خاسر شیطان کی عقل ہے، جو ایسی **معلومات** پیدا کرتی ہے جو انسان کو **گمراہی** اور **فاسد اعمال** کی طرف لے جاتی ہیں۔ اس کی پیروی کرنے والا آخرت میں **خسران و ضلالت** کے **عذاب** کا مستحق بنتا ہے۔

عقلِ ناقص دل (قلب) کی عقل ہے، جو انسان کو **نیکی** اور **اعمالِ صالحہ** کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور جنت کی راہ دکھاتی ہے۔ مگر چونکہ یہ عقل ذاتِ الٰہی کے مشاہدے تک نہیں پہنچتی، اس لیے اسے **ناقص** کہا گیا۔

عقلِ کامل روح کی عقل ہے، جو انسان کو **توحیدِ حقیقی** کے عرفان تک پہنچاتی ہے اور اسے **مشاہدۂ وحدت** سے بہرہ مند کرتی ہے۔ یہی عقل معرفتِ الٰہی کا سرچشمہ ہے، اور اسی کے ذریعے انسان اپنی اصل روحانی بلندی کو حاصل کرتا ہے۔[۱۰]

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-09

بایزیدؒ کے نزدیک عقل محض ایک ذہنی قوت نہیں بلکہ **نورِ باطن** ہے، جو معرفت، عمل صالح، اور روحانی ترقی کے مراتب میں انسان کی رہنمائی کرتی ہے۔ عقل کا کامل ہونا دراصل **نورِ ربانی** کا ظہور ہے، جو قلبِ مؤمن میں ایمان، محبت، اور عرفان کے ذریعے ظاہر ہوتا ہے۔

۴۔ ایمان: اس کی بنیادیں اور شاخیں

بایزید انصاریؒ کے نزدیک **ایمان کی اصل (اصول** (ایک روحانی حقیقت ہے، جبکہ اس کے آثار و مراتب **اعمال کے ذریعے بڑھتے اور مضبوط ہوتے ہیں**۔ وہ اس قولِ باری تعالیٰ کو بطورِ دلیل پیش کرتے ہیں:

"* اور تاکہ ایمان والے اپنے ایمان میں اور بڑھ جائیں۔"[۱۱]

ان کے نزدیک ایمان کا **جوہر (اصل** (نہ بڑھتا ہے نہ گھٹتا ہے، کیونکہ وہ **کلمۂ شہادت** پر قائم ہے:

"*میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اُس کے بندے اور رسول ہیں۔*"

وہ فرماتے ہیں کہ ایمان کی **شاخیں (فروع** (دراصل **اسلام کے پانچ ارکان** ہیں:

نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، اور گناہوں سے اجتناب[۱۲]۔

بایزیدؒ ایمان کو **انسانی پیکر** سے تشبیہ دیتے ہیں، جس کے اجزاء میں **سر، روح، دل، ہڈیاں، رگیں، جلد، نور، اور ظلمت** شامل ہیں۔ ان کے نزدیک ایمان کی یہ ساخت ظاہر و باطن دونوں پہلوؤں پر محیط ہے، یعنی ایمان نہ صرف اقرارِ زبانی ہے بلکہ عملِ صالح اور نورِ قلبی کا مجموعہ ہے۔

انہوں نے ایمان کی **پانچ اقسام** بیان کیں:

۱. **ایمانِ عام** —انبیاء کا ایمان، جو وحی کی روشنی سے کامل ہوتا ہے۔
۲. **ایمانِ مقبول** —مومنین کا ایمان، جو یقین اور عملِ صالح پر قائم ہے۔
۳. **ایمانِ معلّق** —منافقین کا ایمان، جو زبان تک محدود ہے۔
۴. **ایمانِ معذور** —بچوں کا ایمان، جو فطرت پر مبنی ہے۔
۵. **ایمانِ مردود** —کفّار کا ایمان، جو انکار و عناد کے باعث باطل ہے۔[3]

بایزیدؒ کے نزدیک ایمان کی صحت **دل، زبان، اور عمل** کی صحت پر موقوف ہے، جیسا کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

"* کسی شخص کا ایمان درست نہیں ہوتا جب تک اس کا دل درست نہ ہو، اور اس کا دل درست نہیں ہوتا جب تک اس کی زبان درست نہ ہو، اور اس کی زبان درست نہیں ہوتی جب تک اس کا عمل درست نہ ہو۔"[۱۳]

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-09

اس نظریے سے ظاہر ہوتا ہے کہ بایزیدؒ کے نزدیک ایمان محض عقیدہ نہیں بلکہ ایک **زندہ روحانی تجربہ** ہے، جو عمل اور اخلاق کے ذریعے **اپنے کامل ترین درجہ معرفت تک** پہنچتا ہے۔ ایمان کا حقیقی نور اسی وقت ظاہر ہوتا ہے جب دل میں **خوفِ خدا**، زبان پر **ذکرِ حق**، اور اعضاء میں **عملِ صالح جمع** ہو جائیں۔

۵۔ حقیقت، کائنات، اور انسان کی درونی و بیرونی ساخت

بایزید انصاریؒ کے نزدیک حقیقتِ مطلقہ (الحق (کی معرفت کے بغیر ایمان کا کمال ممکن نہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے حقیقی خوف رکھتا ہے، اُس پر لازم ہے کہ وہ معرفتِ حق کے حصول میں کوشش کرے، تاکہ وہ عالمِ کبیر اور عالمِ صغیر دونوں کو پہچان سکے۔

ان کے نزدیک عالمِ صغیر انسان کی اپنی ہستی ہے، جس میں پورے عالمِ کبیر کی جھلک موجود ہے۔ وہ اس قرآنی آیت کو بطورِ دلیل پیش کرتے ہیں:

"﴿ ہم عنقریب انہیں اپنی نشانیاں آفاق میں اور ان کے نفسوں میں دکھائیں گے یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائے کہ یہی حق ہے۔"[۱۴]

بایزیدؒ نے عالمِ کبیر و صغیر کے باہمی تعلق کو اس قدر تفصیل سے بیان کیا کہ انسانی عقل اُس کی گہرائی پر حیران رہ جاتی ہے۔ ان کے نزدیک انسان ایک جامع الکائنات (microcosmic reflection) ہے، یعنی وہ تمام حقائق جو خارجی عالم میں بکھرے ہوئے ہیں، انسان کی ذات میں مجسم صورت میں جمع ہیں۔ اس نظریے کے مطابق انسان کو معرفتِ حق تک رسائی دراصل **اپنے باطن کے مشاہدے** سے حاصل ہوتی ہے۔

۶۔ موت: حقیقی اور مجازی

بایزیدؒ نے موت کو دو اقسام میں تقسیم کیا: موتِ حقیقی اور موتِ مجازی۔

موتِ حقیقی اُن کے نزدیک وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم اور تقدیر سے وقوع پذیر ہوتی ہے۔

موتِ مجازی وہ ہے جو انسان **ارادے اور اختیار سے** اپنے نفس پر طاری کرتا ہے، یعنی جب وہ **رذائل و مذموم صفات** کو ترک کرتا ہے اور اپنی خواہشاتِ نفس کو مارتا ہے۔

ان کے نزدیک جو شخص اپنے نفس کو مذموم صفات سے مارتا ہے، وہ گویا تمام انسانیت کو مارتا ہے، اور جو شخص اپنے نفس کو اطاعت، **ذکرِ الٰہی**، مراقبہ، اور محاسنِ اخلاق کے ذریعے زندہ رکھتا ہے، وہ گویا تمام انسانیت کو زندگی عطا کرتا ہے۔ وہ اس قولِ باری تعالیٰ کو بطورِ دلیل پیش کرتے ہیں:

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-09

"* جس نے کسی ایک جان کو قتل کیا، بغیر کسی جان کے بدلے یا زمین میں فساد کے، تو گویا اُس نے تمام انسانوں کو قتل کیا۔ اور جس نے کسی ایک جان کو زندہ کیا، تو گویا اُس نے تمام انسانوں کو زندہ کیا۔"[۱۵]

یہ تعبیر اس امر کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ بایزیدؒ کے نزدیک تزکیۂ نفس ہی حقیقی حیات ہے اور **معرفتِ حق** دراصل **موتِ مجازی** کے ذریعے حاصل ہوتی ہے — یعنی جب انسان اپنی خودی، تکبر، اور نفسانی خواہشات کو فنا کرتا ہے، تب ہی وہ حق کی زندگی پاتا ہے۔

۷۔ خوف اور امید: ایمان کی توازن یافتہ کیفیت

بایزیدؒ کے نزدیک مومن کے لیے لازم ہے کہ وہ **خوف اور امید** کے درمیان متوازن حالت میں رہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مومن کو گناہوں کے سبب اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے، خواہ اس سے کتنے ہی بڑے گناہ سرزد کیوں نہ ہوئے ہوں، کیونکہ اللہ کی رحمت سے ناامیدی خود گناہ سے بڑا گناہ ہے۔

بایزیدؒ نے شیطانی صفات اور آدمی صفات میں واضح فرق بیان کیا۔ وہ فرماتے ہیں:

"* تکبر، غرور، یأس، اور بدخُلقی شیطان کے طریقے سے ہیں؛ جب کہ علم، تواضع، مجاہدہ، نفس کا محاسبہ، توبہ، اور اللہ کی رحمت پر امید — آدم (علیہ السلام) کے طریقے سے ہیں۔"[۱۶]

یہ تصور بایزیدؒ کے نظریۂ ایمان میں روحانی توازن کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ ان کے نزدیک ایمان صرف خوف یا صرف محبت پر قائم نہیں، بلکہ یہ ایک عرفانی توازن (Spiritual Equilibrium) ہے جس میں خوفِ خدا بندگی کو پیدا کرتا ہے، اور امیدِ رحمت معرفت کو وسعت دیتی ہے۔

۸۔ آدم کی تخلیق اور شیطان کی وراثت

حضرت بایزید بسطامیؒ نے حضرت آدمؑ کی تخلیق کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو فرشتوں نے ابتدا میں اس پر تردّد کا اظہار کیا، اور ابلیس نے تکبّر و حسد کی بنا پر سجدہ کرنے سے انکار کیا۔ نتیجتاً، حضرت آدمؑ اور حضرت حوّاؑ کو شیطان کے وسوسے کے سبب جنت سے زمین پر بھیج دیا گیا۔ بایزیدؒ نے اس واقعے سے یہ نکتہ اخذ کیا کہ شیطان کی عداوت صرف حضرت آدمؑ تک محدود نہیں بلکہ اس کے وارثین (اَتباع) آج بھی آدم کی اولاد کے دشمن ہیں، جو انسان کو حق اور معرفتِ الٰہی سے دور رکھنے کی کوشش کرتے ہیں[۱۷]۔

ان کے نزدیک "شیطان کے وارث" وہ لوگ ہیں جو بندگانِ خدا کو اللہ کی پہچان، مشاہدۂ خالق، اور اعمالِ صالحہ سے روکتے ہیں۔ یہ مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتے ہیں — کبھی گمراہ علما کے روپ میں، کبھی زاہدین کے بھیس

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-09

میں، اور کبھی ناقص مشائخ کی صورت میں، جو خود کو پارسا سمجھتے ہیں اور لوگوں کو اپنی دعا یا کرامت سے مرعوب کرتے ہیں۔

بایزیدؒ کے نزدیک حقیقی روحانی سلوک کا آغاز صرف انبیاءؑ یا ان کے کامل وارثین یعنی "مشائخِ کاملین" کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ لہٰذا جو شخص حقیقت کی تلاش میں ہو، اسے ایک ایسے کامل مرشد کی ضرورت ہے جو قرآن و سنت کی روشنی میں علمِ توحید، معرفتِ الٰہی اور صراطِ مستقیم کی رہنمائی کرے۔ وہ فرماتے ہیں کہ انسان (ابنِ آدم) کو اپنے اعمال میں اختیار حاصل ہے۔ اگر وہ شیطانی افعال کو اختیار کرے اور ان میں لذت محسوس کرے تو وہ دراصل شیطان ہی کے مشابہ بن جاتا ہے؛ اگر وہ انبیاءؑ کے اعمال کو اپنائے تو کامل اور ہادی بنتا ہے؛ اور اگر وہ ایمان کو اختیار کرے اور اس پر عمل پیرا ہو تو وہ مومن قرار پاتا ہے[۱۸]۔

نفس (ال-نَّفْس) اور اس کی مخالفت

بایزیدؒ کے نزدیک "نفس" انسان کا سب سے خطرناک دشمن ہے، جو ہمیشہ بندے کے ساتھ رہتا ہے۔ یہ ہمیشہ برائی اور نافرمانی پر اُبھارتا ہے، حق کے تابع نہیں ہوتا، اور الوہیت یا بندگی کے مقام تک پہنچنے کی کوشش نہیں کرتا۔ اس لیے سالک پر لازم ہے کہ وہ نفس کو پہچانے، اس کی پیروی نہ کرے، اور اسے خواہشات سے باز رکھے۔ جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے:

"اور جس نے اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا اور اپنے نفس کو خواہش سے روکے رکھا، تو بے شک جنت ہی اس کا ٹھکانا ہوگی۔"[1]

بایزیدؒ نے نفس کو چار اقسام میں تقسیم کیا:

۱. **النَّفْسُ الأَمَّارَة**)نفسِ امّارہ(: جو برائی کا حکم دینے والی قوت ہے، اور ان کے نزدیک یہ دراصل "عالمِ شیطان" ہے، جو انسان کو گناہ، تکبّر اور حرص کی طرف مائل کرتی ہے۔
۲. النَّفْسُ اللَّوّامَة)نفسِ لوّامہ(: جو گناہ پر ملامت کرتی ہے اور ضمیر کی بیداری کی علامت ہے۔
۳. النَّفْسُ المُلْهَمَة)نفسِ مُلہمہ(: جسے خیر و شر کی تمیز الہام کے ذریعے حاصل ہوتی ہے۔
۴. النَّفْسُ المُطمَئِنَّة)نفسِ مطمئنّہ(: جو اللہ کی رضا پر راضی اور اطمینان یافتہ ہوتی ہے۔

ان کے نزدیک، سلوک و طریقت کا مقصد یہی ہے کہ انسان اپنے نفسِ امّارہ کو مجاہدہ، ذکر، اور اطاعت کے ذریعے مطمئنہ کی منزل تک پہنچادے، کیونکہ یہی روحانی کامیابی اور "فناء فی اللہ" کی ابتدائی شرط ہے۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-09

ماخذ تحقیقی مجلہ

نفس کی اقسام اور شیطان کا فریب

حضرت بایزید بسطامیؒ کے نزدیک نفس انسان کا ایسا داخلی عنصر ہے جو اس کے اخلاقی اور روحانی سفر کو متاثر کرتا ہے۔ انہوں نے نفس کو چار اقسام میں تقسیم کیا: **نفسِ امّارہ، نفسِ لوّامہ، نفسِ ملہمہ، اور نفسِ مطمئنّہ۔**

(1) نفسِ امّارہ

یہ وہ نفس ہے جو انسان کو گناہ، ظلم، اور نقصان پر اُبھارتا ہے۔ جیسا کہ قرآنِ کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اور میں اپنے نفس کو بری نہیں ٹھہراتی، بے شک نفس تو برائی کا بہت حکم دینے والا ہے، مگر جس پر میرا رب رحم فرمائے۔"[۱۹]

بایزیدؒ کے نزدیک یہ وہ مرحلہ ہے جہاں انسان کا باطن شیطانی اثرات سے **مغلوب** رہتا ہے۔ نفسِ امارہ کی دنیا دراصل **عالمِ شیطان** ہے، جو انسان کو **ظلمت** اور خواہشات کی اسیری میں مبتلا کرتی ہے۔

(2) نفسِ لوّامہ

یہ وہ نفس ہے جو گناہ کے بعد **ملامت** کرتا ہے اور ضمیر کی بیداری کی علامت ہے۔ لیکن بایزیدؒ کے نزدیک یہ بھی خطرے سے خالی نہیں، کیونکہ یہ **شیطان کے گروہ کی دنیا** ہے۔ یہ وہ طبقہ ہے جسے قرآن میں "وسوسہ ڈالنے والے" کہا گیا ہے، جیسا کہ فرمایا گیا:

"کہہ دیجیے: میں پناہ مانگتا ہوں لوگوں کے رب کی، لوگوں کے بادشاہ کی، لوگوں کے معبود کی، وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے، جو پیچھے ہٹ جاتا ہے، جو انسانوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے، خواہ جنّات میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔"[۲۰]

بایزیدؒ کے مطابق یہ وہ لوگ ہیں جو زہد و تقویٰ کا ظاہری لبادہ اوڑھتے ہیں — کبھی نسب، کبھی علم، اور کبھی پیوند لباس کو پارسائی کی علامت بنا لیتے ہیں۔ وہ لوگوں کو یہ یقین دلاتے ہیں کہ ان کی دعا قبول ہوتی ہے، وہ نفع و نقصان پہنچا سکتے ہیں، اور یوں حیلہ و فریب سے لوگوں کا مال ناحق کھاتے ہیں۔ اس کی وضاحت قرآن میں یوں کی گئی:

"اے ایمان والو! بے شک بہت سے علما اور راہب لوگوں کا مال ناحق کھا جاتے ہیں اور انہیں اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔"

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-09

(3) نفسِ ملہمہ

یہ وہ نفس ہے جس کی دنیا **عالمِ فرشتہ (عالمُ الملک)** ہے۔ یہ انسان کو عبادت و اطاعتِ الٰہی کی طرف راغب کرتا ہے، اخلاص سکھاتا ہے، اور اسے نفسانی خواہشات و شیطانی وساوس سے روکتا ہے۔ جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے:

"وہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے جو ان کو حکم دیتا ہے بلکہ وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا گیا ہے۔"[۲۱]

(4) نفسِ مطمئنّہ

یہ وہ اعلیٰ درجہ ہے جو **عالمِ روح** سے تعلق رکھتا ہے۔ اس مرحلے پر بندہ اپنے رب کی معرفت، اس کی ذات کے ادراک، اور اس کے قرب کے حصول میں لگ جاتا ہے۔ یہ وہ نفس ہے جو سکون، رضا اور قربِ الٰہی کی علامت ہے۔

شیطان اور اس کا فریب

حضرت بایزید انصاری نے شیطان، اس کے حیلوں، چالوں اور دشمنی کا تفصیلی ذکر کیا۔ ان کے نزدیک شیطان کی مکاری سے نجات کا ذریعہ صرف **تقویٰ، اخلاصِ نیت، ذکر و تفکرِ الٰہی، حلم، خاموشی، اور صبر** ہے۔ جو بندہ ان اوصاف کو اپناتا ہے، وہ شیطان کے فریب سے محفوظ رہتا ہے اور روحانی ترقی کے راستے پر گامزن ہوتا ہے[۲۲]۔

دل اور اس کی اقسام

بایزید انصاریؒ کے نزدیک انسان کے وجود میں روحانی و الٰہی شعور کا اصل **مرکز قلب** ہے۔ ان کے نظریۂ معرفت میں دل ہی وہ مقام ہے جہاں نبوت، خلافت، دعوتِ الٰہی اور عبودیت کی تجلیات منعکس ہوتی ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ داعی اور ہادی نے دل کو نبی و رسول کے درجہ پر فائز کیا ہے، کیونکہ یہی دل انسان کے باطن میں رہنمائی اور الٰہی تقرب کا وسیلہ بنتا ہے۔ لہٰذا جو شخص اپنے دل کی پیروی کرتا ہے، وہ دراصل رسولِ خدا کی پیروی کرتا ہے، اور جو رسول کی اطاعت کرتا ہے، وہ حقیقت میں خدا کی اطاعت بجالاتا ہے۔

بایزید کے مطابق، **قلب کی سات اقسام** ہیں:

۱. دلِ مردہ (القلب المیت)
۲. دلِ بیمار (القلب المریض)
۳. دلِ غافل (القلب الغافل)
۴. دلِ خائف (القلب الخائف)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-09

۵. دلِ تائب (القلب التائب)

۶. دلِ شاہد (القلب الشاھد)

۷. دلِ سلیم (القلب السلیم)

(1) دلِ مردہ

یہ دل **کافر** کا ہے، جو ایمان و ہدایت سے محروم ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے" : بے شک تم مردوں کو نہیں سنا سکتے، اور نہ بہروں کو بلا سکتے ہو جب وہ پیٹھ پھیر کر جا رہے ہوں۔"[۲۳] یہ دل روحانی بصیرت اور الٰہی نور سے خالی ہوتا ہے۔

(2) دلِ بیمار

یہ دل **منافق** کا ہے، جس میں کینہ، حسد اور دوغلا پن کی بیماری راسخ ہوتی ہے۔ قرآن کہتا ہے: "ان کے دلوں میں بیماری ہے، پس اللہ نے ان کی بیماری بڑھا دی۔"[۲۴] یہ وہ دل ہے جو بظاہر ایمان کا دعوے دار مگر باطن میں نفاق سے آلودہ ہوتا ہے[۲۵]۔

(3) دلِ غافل

یہ دل **جاہل اور دنیا پرست انسان** کا ہے، جو روحانی حقائق سے بے خبر رہتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اور یقیناً ہم نے جنّ وانس میں سے بہتوں کو جہنم کے لیے پیدا کیا ہے۔ ان کے دل ہیں جن سے سمجھتے نہیں..."[۲۶]

ایسا دل روحانی شعور سے محروم اور بصیرتِ حق سے منقطع رہتا ہے۔

(4) دلِ خائف

یہ دل **متقی اور خدا ترس انسان** کا ہے۔ بایزیدؒ کے نزدیک خشیتِ الٰہی ہی ایمان کی علامت اور دل کی طہارت کی دلیل ہے۔ قرآن میں فرمایا گیا: "اور جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے، تو بے شک یہ دلوں کے تقویٰ سے ہے۔"[4]

(5) دلِ تائب

یہ دل **ذکر کرنے والے بندے** کا ہے، جو توبہ و استغفار کے ذریعے اطمینان حاصل کرتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے: "وہ لوگ جو ایمان لائے اور جن کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان پاتے ہیں..."[۲۷] یہ دل توبہ اور ذکر کے ذریعے روحانی حیات دوبارہ حاصل کرتا ہے۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-09

(6) دلِ شاہد

یہ دل **عارفِ باللہ** کا ہے، جو الٰہی مشاہدے اور معرفت سے منور ہوتا ہے۔ قرآن میں فرمایا گیا: "بے شک اس میں نصیحت ہے اس کے لیے جس کے پاس دل ہو یا جو توجہ سے سنتا ہو اور حاضرِ دل ہو۔"[۲۸]

ایسا دل تجلیاتِ الٰہی کا آئینہ بن جاتا ہے۔

(7) دلِ سلیم

یہ وہ دل ہے جو ہر قسم کے شرک، کینہ، ریا اور نفسانی آلودگی سے پاک ہوتا ہے۔ یہی وہ قلب ہے جو بندے کو قربِ الٰہی اور نجات عطا کرتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کہتا ہے: "جس دن نہ مال کام آئے گا اور نہ اولاد، مگر وہی جو اللہ کے حضور پاک دل لے کر آیا۔"[۲۹] بایزید کے نزدیک، انسان کی روحانی تکمیل اسی دلِ سلیم کے حصول میں ہے۔ یہی دل مقصود المؤمنین یعنی "مؤمن کا مقصود" ہے — جس کے ذریعے سالک عرفانِ الٰہی، تقویٰ، اور فنا فی الحق کی منازل طے کرتا ہے[۳۰]۔

دلِ سلیم اور اخلاص کی حقیقت

بایزید انصاریؒ کے نزدیک دلِ سلیم وہ دل ہے جو خلوص (الإخلاص) اور صفائے نیت کا پیکر بن جائے۔ یہ وہ قلب ہے جو شرک، ریا، حسد، اور نفسانی آلودگی سے مکمل طور پر پاک ہو جاتا ہے۔ قرآنِ مجید میں ارشاد ہے :

"جس دن نہ مال فائدہ دے گا اور نہ اولاد، سوائے اس کے جو اللہ کے حضور پاک دل لے کر آئے۔"[۳۱]

بایزیدؒ کے مطابق، دلِ سلیم کا تعلق اخلاص سے ہے، اور یہ وہ مقام ہے جہاں بندہ اپنی خودی (انا) کو فنا کر کے صرف خدا کے لیے باقی رہتا ہے۔ یہی دل انسان کو فلاح اور قربِ الٰہی عطا کرتا ہے۔ ان کے نزدیک، "مؤمن وہ ہے جس کا دل خالص ہو، نیت پاک ہو، اور ارادہ فقط خدا کے لیے ہو۔"[۳۲]

روح: اس کی لطافت، تازگی، اور سکون

بایزید انصاریؒ نے **روح** کو تین اقسام میں تقسیم کیا ہے:

۱. **روحِ جاری** —جو نیند کے دوران جسم سے جدا ہوتی ہے۔
۲. **روحِ مقیم** —جو موت کے وقت جسم سے جدا ہو جاتی ہے۔
۳. **روحِ ادبی** — جو ہر وقت انسان کے ساتھ رہتی ہے۔[۳۳]

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-09

ان کے نزدیک روح کی اصل لطافت اور حقیقت کا تعلق جسم کے پورے وجود سے ہے، لیکن اس کا مخصوص مقام سر کے اوپر ہے۔ بایزیدؒ اس روح کو ایک لطیف نور قرار دیتے ہیں جو جسم میں اسی طرح جاری و ساری ہے جیسے زیتون میں تیل اور پھول میں خوشبو۔[۳۴]

مزید یہ کہ انہوں نے روح کی موجودگی کو چار صفات کے ساتھ تعبیر کیا:

۱. **ناطقہ** — جو انسان میں ہے۔
۲. **صلاۃ** — جو حیوانات میں ہے (یعنی حرکت و تسبیح کی فطری حالت)۔
۳. **جسمی** — جو نباتات میں ہے۔
۴. **اسی** — جو جمادات میں ہے۔[۳۵]

یہ تقسیم ان کے وسیع نظریۂ وجود (Cosmology) کا حصہ ہے، جس میں وہ تمام مخلوقات کو ایک روحانی درجہ بندی میں دیکھتے ہیں۔

دنیا: اس کی کشش، جڑیں، اور شاخیں

بایزید انصاریؒ کے نزدیک، دنیا ترکِ آخرت اور غفلت کی علامت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جو شخص علمِ آخرت حاصل کرنا چاہتا ہے، اسے دنیا کی رغبت سے بے نیاز ہونا چاہیے، کیونکہ دنیا آزمائش، مصیبت، اور فریب کا گھر ہے۔ قرآن کہتا ہے: "دنیا کی زندگی محض کھیل اور تماشے کے سوا کچھ نہیں..."[۳۶] بایزیدؒ نے دنیا کے چار بنیادی اسبابِ فساد (Roots of Evil) بیان کیے، جن سے تمام اخلاقی و روحانی برائیاں جنم لیتی ہیں:

۱. **خواہش** — جس سے گمراہی، تکبر، اور آخرت سے غفلت پیدا ہوتی ہے۔
۲. **حرص** — جس سے طویل آرزوئیں، گناہوں پر اصرار، اور دل کی سختی پیدا ہوتی ہے۔
۳. **شہوت** — جس سے فضول خرچی، بے حیائی، اور بدکرداری جنم لیتی ہے۔
۴. **طمع** — جس سے حسد، بخل، اور اخلاقی پستی پیدا ہوتی ہے۔[۳۷]

بایزید فرماتے ہیں کہ جو شخص دنیا کو پہچاننا چاہتا ہے، وہ ان صفات سے واقف ہو، اور جو اسے ترک کرنا چاہتا ہے، وہ ان صفات سے نجات حاصل کرے۔[۳۸] ان کے نزدیک ترکِ دنیا کا مطلب ترکِ ذمہ داری نہیں، بلکہ دل کی پاکیزگی، نیت کی خلوص، اور فریب سے آزادی ہے — یہی راستہ **فنا فی اللہ** کی راہ ہے۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-09

خلاصہ تحقیق

بایزید انصاریؒ کی تصنیف *مقصود المؤمنین* در حقیقت ایک ہمہ جہت صوفیانہ، اخلاقی، اور فلسفیانہ نظامِ فکر کی نمائندہ ہے جس کا مرکزی مقصد "مؤمنِ کامل" کے تصور کو واضح کرنا اور انسان کو روحانی تکامل کی راہ پر گامزن کرنا ہے۔ ان کے نزدیک ایمان کوئی جامد عقیدہ نہیں بلکہ ایک مسلسل روحانی سفر ہے جو بندے کو ذاتِ الٰہی کی معرفت اور قربِ حقیقی تک لے جاتا ہے۔

توحید بایزید کے نظامِ فکر کا بنیادی ستون ہے۔ ان کے نزدیک شریعت، طریقت، معرفت، عبادت، زہد اور ریاضت سب کے سب علم التوحید کے حصول کے ذرائع ہیں۔ بندہ جب اپنی "انا" کو فنا کر کے حق میں باقی ہو جاتا ہے تو وہی حقیقی ایمان اور معرفت کا مقام حاصل کرتا ہے۔ یہ تصور "فنا فی اللہ" اور "بقاباللہ" کے عرفانی اصول پر مبنی ہے، جو ان کے نظریۂ ایمان کا روحانی جوہر ہے۔

بایزیدؒ کے نزدیک مؤمن وہ نہیں جو محض ظاہری عبادات بجالائے، بلکہ وہ ہے جس کا دل خوف اور امید کے درمیان متوازن ہو، جو علم کو عمل کے ساتھ جوڑے، اور جس کا باطن اخلاص و یقین سے منور ہو۔ یہی مؤمن، قلبِ سلیم اور عقلِ کامل کی بلندی پر فائز ہوتا ہے، اور یہی انسانِ کامل کا مظہر ہے۔

روحانی ترقی اور ایمان کے تکامل کے لیے بایزیدؒ نے **مرشدِ کامل** کی ضرورت پر غیر معمولی زور دیا۔ ان کے مطابق مرشد وہ ہوتا ہے جو نبیوں کا روحانی وارث ہو اور جو سالک کو قرآن و سنت کی روشنی میں معرفتِ حق کی راہ دکھائے۔ اس کے بغیر سالک کا سفر ناقص اور غیر محفوظ رہتا ہے۔

دنیا کے بارے میں بایزیدؒ کا رویہ ترکِ عمل یا رہبانیت نہیں بلکہ ایک متوازن روحانی حقیقت پسندی ہے۔ وہ دنیا کی چار بنیادی آفات — **ہوا، حرص، شہوت، اور طمع** — سے اجتناب کو ایمان کی تکمیل کے لیے لازمی قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک ترکِ دنیا کا مطلب ترکِ ذمہ داری نہیں بلکہ دل کی پاکیزگی اور روح کی آزادی ہے۔

انسانی عظمت کا راز ان کے نزدیک عقلِ کامل میں مضمر ہے۔ یہی عقل انسان کو حیوانات سے ممتاز کرتی ہے اور فرشتوں سے بھی برتر بناتی ہے، بشرطیکہ وہ اپنی نفسانی خواہشات پر قابو پالے۔ بالآخر، بایزید انصاریؒ کا یہ صوفیانہ فلسفہ اسلام کے تصورِ ایمان کو ایک گہرے باطنی، اخلاقی، اور وجودی تناظر میں پیش کرتا ہے۔ *مقصود المؤمنین* محض تصوف کی ایک کتاب نہیں بلکہ ایک مکمل روحانی و اخلاقی منشور ہے جو انسان کو "عبد" (بندہ) سے "عارف" (جاننے والا) اور آخر کار "مؤمنِ کامل" کے مرتبے تک پہنچنے کا راستہ دکھاتی ہے۔ ان کے یہ نظریات نہ

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-09

صرف جنوبی ایشیائی فکری روایت پر گہرا اثر رکھتے ہیں بلکہ عصرِ حاضر کے مادی اور وجودی بحران میں بھی ایمان، اخلاق، اور روحانیت کے توازن کی بازیافت کے لیے غیر معمولی اہمیت رکھتے ہیں۔

حوالہ جات

---

۱ بایزید الانصاریؒ، *مقصود المؤمنین*، مخطوطہ، لائبریری جامعہ پنجاب، لاہور۔

۲ محمد شفیعؒ، "Bā yazaid al-Ansārī," in *Encyclopaedia of Islam*, ed. M. Th. Houtsma et al. (Leiden: E. J. Brill, 1913–1938)

۳ بایزید انصاریؒ، *مقصود المؤمنین* ۸۷

۴ حوالہ مذکور

۵ القرآن الکریم، سورۃ الإسراء، ۱۷:۷۰۔

۶ القرآن الکریم، سورۃ الاحقاف، ۴۶:۳۲۔

۷ بایزید انصاریؒ، *مقصود المؤمنین*، ص ۸۷

۸ حوالہ مذکور

۹ حوالہ مذکور ص ۷۹

۱۰ حوالہ مذکور

۱۱ قرآن ۸: ۲۔

۱۲ مقصود مؤمنین ص ۸۰

۱۳ النووی، شرح صحیح مسلم، کتاب الایمان حدیث نمبر ۵۲

۱۴ القرآن ۴۱: ۵۳

۱۵ قرآن ۵: ۳۲

۱۶ مقصود المؤمنین ۸۵

۱۷ حوالہ مذکور

۱۸ حوالہ مذکور

۱۹ قرآن، سورۃ یوسف ۱۲:۵۳

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-09

۲۰ قرآن، سورۃ الناس ۱:۱۱۴–۶۔

۲۱ قرآن، سورۃ التوبہ ۹:۳۴۔

۲۲ مقصود المؤمنین، ص ۸۹

۲۳ قرآن، سورۃ النمل ۲۷:۸۰۔

۲۴ قرآن، سورۃ البقرہ ۲:۱۰۔

۲۵ مقصود المؤمنین ص ۹۰

۲۶ قرآن، سورۃ الاعراف ۷:۱۷۹۔

۲۷ قرآن، سورۃ الرعد ۱۳:۲۸۔

۲۸ قرآن، سورۃ الحج ۲۲:۳۲

۲۹ قرآن، سورۃ الرعد ۱۳:۲۸

۳۰ مقصود المؤمنین ص ۹۲

۳۱ قرآن، سورۃ الشعراء ۲۶:۸۸–۸۹۔

۳۲ بایزید انصاری، *مقصود المؤمنین ص ۱۴۲*

۳۳ حوالہ مذکور

۳۴ حوالہ مذکور

۳۵ عبد الغفور شاکر، *پیر روشن بایزید انصاری اور تعلیماتِ روشنائی*)اسلام آباد: ادارۂ ثقافتِ پاکستان، ۱۹۹۵)، ص ۱۰۱–۱۰۴

۳۶ غلام رسول سعیدی، *اسلامی تصوف اور بایزید انصاری*)لاہور: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، ۲۰۰۲)، ص ۹۷–۱۰۰۔

۳۷ قرآن، سورۃ العنکبوت ۲۹:۶۴

۳۸ بایزید انصاری، *مقصود المؤمنین*، ص ۱۳۲–۱۳۴